SHNAKHAT E(ISSN) 2709-7641, P(ISSN) 2709-7633

Vol:3, ISSUE:2 (2024) PAGE NO: 48-60

Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

Cite us here: Zumara Iqbal, & Dr. Hafiz Mohsin Zia Qazi. (2024). A Research and Analytical Review of Islamic Teachings for Interfaith Justice and Welfare: بین المذاہب انصاف اور بہبود کے لیے اسلامی تعلیمات کا تحقیق و تجزیاتی جائزہ . *Shnakhat*, 3(2). Retrieved from https://shnakhat.com/index.php/shnakhat/article/view/246

Position of "Sahbiyaat" in the Tradition of Hadiths

روایت حدیث میں صحابیات کا مقام

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بنت زمعہ، حضرت شفاء رضی اللہ عنہا بنت عبداللہ، حضرت ضباعہ رضی اللہ عنہا بنت زبیر

Dr. Sadna Zeb Maryam Bibi

Assistant Professor Department of Arabic and Islamic studies Women University Swabi at-sadnazeb@wus.edu.pk

PhD scholar Department of Islamic Studies, SBB, Women University Peshawar at-maryambibi005@gmail.com

Abstract

When Allah Ta'ala intended to create this colorful universe and decided to create the Ashraf al-Mukhluqat man in it and entrust him with the leadership of this world, then He prepared the universe to be used in His service. Allah Ta'ala sent His chosen people, who are called Prophets and Messengers, to convey guidance to mankind. This chain started with Hazrat and ended with Prophet Muhammad ﷺ. Allah Ta'ala has made the morals of the Prophet (peace be upon him) a model for people until the Day of Judgment. The Companions of the Prophet (may God bless him and grant him peace) closely observed every action of the Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) and adopted his Sunnah. He preserved the sayings, actions, and speeches of the Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) so that the chain of human guidance would continue. Among the Companions, may Allah be pleased with them, some Companions also served Islam, whose character will remain a beacon of light for all women in general and Muslim women in particular until the Day of Resurrection. The mothers of the believers themselves narrated the blessed hadiths from the Prophet ﷺ and passed them on to others, and in the same way, a large collection of hadiths was preserved because of these Companions. What and received the honor of Radiyallahu Anhum Wardwa Anhu. There is a great lesson and example for our women in the role and life of these Companions. In this article, Hazrat Saudah bint Zamaa, Hazrat Shifa bint Abdullah, Hazrat Zaba'ah bint Zubair, the life conditions of the three Companions, the narrations narrated from them with correct understanding and interpretation, and from these narrations. An attempt was made to clarify their life as a model for Muslim women by describing the important Sharia issues and orders.

Keywords: Prophets, Guidance, Companions, Preserved, Narrated, Hadiths, Interpretation, Describing, Sharia, Orders.

تعارف

وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ۔(1)

جب اللہ تعالیٰ نے اس رنگا رنگ کائنات کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا اور اس میں اشرف المخلوقات انسان کو پیدا کر کے اسے اس جہان کی قیادت سونپنے کا فیصلہ کیا، تو کائنات کو اس کی خدمت میں استعمال کرنے کے لیے تیار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں تک ہدایت پہنچانے کے لیے اپنے برگزیدہ انسانوں کو بھیجا، جنہیں نبی و رسول کہا جاتا ہے۔ یہ سلسلہ حضرت سے شروع ہوا اور حضرت محمد ﷺ کے مبعوث ہونے پر ختم ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے اخلاق کو قیامت تک لوگوں کے لیے نمونہ بنایا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے نبی کریم ﷺ کے ہر عمل کو قریب سے دیکھا اور ان کی سنتوں کو اپنایا۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے اقوال، افعال، اور تقاریر کو محفوظ کیا تاکہ انسانی ہدایت کا سلسلہ جاری رہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم میں کچھ صحابیات نے بھی اسلام کی خدمت کی، جن کا کردار قیامت تک تمام عورتوں کے لیے بالعموم اور مسلم خواتین کے لیے بالخصوص مشعلِ راہ رہے گا۔

امہات المؤمنین نے بذاتِ خود نبی کریم ﷺ سے احادیثِ مبارکہ روایت کیں اور ان کو دوسروں تک بھی پہنچایا اور اسی طرح احادیث کا ایک بڑا مجموعہ ان صحابیات کی وجہ سے محفوظ ہوا صحابیات رضی اللہ تعالیٰ علیھن نے تمام احکاماتِ خداوندی اور فرموداتِ نبوی ﷺ پر عمل کیا اور رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ کا اعزاز حاصل کیا۔

ان صحابیات کے کردار اور ان کی زندگی میں ہمارے خواتین کے لیے ایک بہت بڑا سبق اور نمونہ موجود ہے۔ اس مقالے میں حضرت سودہ رضی اللہ عنھا بنت زمعہ، حضرت شفاء رضی اللہ عنھا بنت عبداللہ، **حضرت ضباعہ رضی اللہ عنھا بنت زبیر** تین صحابیات کی حالاتِ زندگی، ان سے مروی روایات صحاحِ ستّہ سے صحیح فہم اور تشریح کے ساتھ بیان کرنا اور ان روایات سے نکلنے والے اہم شرعی مسائل اور احکامات کو بیان کر کے مسلم خواتین کے لیے بطورِ نمونہ ان کی زندگی واضح کرنے کی کوشش کی گئی۔

صحابیات مقام و مرتبہ:

سرورِ کائنات، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات پاک تمام کمالات وصفات کی جامعیت کا نور اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے اور اس نور کی کرنوں سے منور و مزین صحابہ کرام اور صحابیات سیرت و کردار کے اعتبار سے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں۔ یہ وہ پاک ہستیاں ہیں جنہوں نے رسول پاک ہونے کے جمال جہاں آراء سے اپنے دل اور آنکھیں روشن کیں۔ اس صاحب خلق عظیم پر سچے دل سے ایمان لائیں اور آپ کی محبت پاک سے فیض حاصل کر کے آپ کے اسوۂ حسنہ کو اپنی زندگی کا شعار بنا کر آپ کی تعلیمات کے مطابق اپنی زندگیاں ڈھالیں۔ اسی وجہ سے صحابیات میں مرقع سیرت کے نمونے ملتے ہیں اور ان کے نقوش سیرت سے آج تک فوز و فلاح کے چراغ روشن ہیں۔

"صحابیہ" کا مفہوم:

صحابیہ کی جمع صحابیات ہے اور صحابیہ صحابی کی مونث ہے صحابی، صحب: صحب یصحب صحبۃ سے مشتق ہے۔ اسکا باب سلم ہے اور مصدر صحابہ اور صحبۃ ہے، صحبت و صحابہ سے مراد ہم مجلسی، باہمی نشست اور ہم نشینی و ہمراہی ہے۔ قرآن پاک میں یہ لفظ انہیں معنوں میں استعمال ہوا۔

إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا(2) جب اس نے اپنے ساتھی سے کہا کہ غم نہ کرو کیونکہ خدا ہمارے ساتھ ہے۔

اصطلاحی مفہوم:

اصطلاحی معنوں میں صحابی صحابیہ سے مراد وہ بزرگ ہستیاں ہیں جنہوں نے حالت ایمان میں حضرت محمد سے ملاقات کی اور اسلام کی حالت میں وفات پائی۔(3)

محدثین کے نزدیک صحابی/صحابیہ کی تعریف:

محمدثین نے مختلف الفاظ واسالیب میں "صحابی" کی تعریف کی ہے محدثین کے نزدیک ہر وہ مسلمان جس نے نبی کریم کو دیکھا ہے وہ صحابی ہے

سعید بن المسیب کے نزدیک:

صحابی وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک یا دو سال رہے اور آپ کے ساتھ ایک یا دو جنگیں لڑیں۔(4)

اصولیین کے نزدیک صحابی/صحابیہ کی تعریف:

اصولیین کے مطابق صحابی صحابیہ وہ ہے جس نے نبی ﷺ کی طویل صحبت پائی ہو۔ کثرت سے آپ کی مجلس میں شریک رہا ہو اور کافی عرصے تک فیض حاصل کیا۔

ابن حزم نے عہد رسالت کے مسلمانوں میں سے ہر چھوٹے بڑے کو صحابی تسلیم کیا ہے۔(5)

صحابیات کی فضیلت:

صحبت رسول ﷺ ایک بے مثال شرف ہے جس کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ اسی شرف کی وجہ سے صحابیات کا مقام و مرتبہ دنیا کی تمام خواتین سے بلند ہے۔ وہ فضیلت کے اعتبار سے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی طرح ہیں کیونکہ ان کے دل میں بھی ایمان کی وہی روشنی تھی جو صحابہ کرام کے دلوں میں تھی۔ صحابیات کی فضیلت اس بات میں ہے کہ انہوں نے احکام شریعت، عقل، دانش، حکمت، اور دانائی اسی مقدس ہستی سے حاصل کی جو علم کا منبع ہے، یعنی اللہ تعالی۔ صحابیات عقل و فراست کے اعلی مقام پر ہیں کیونکہ ان کا علم کا ماخذ وحی کے حامل نبی کریم ﷺ ہیں۔ یہ وہ پاکیزہ ہستیاں ہیں جنہوں نے پیغام الٰہی کو سن کر فوراً لبیک کہا۔ اسی وجہ سے ان کا شمار بہترین لوگوں میں ہوا۔ صحابیات کا اتباع و اطاعت رسول ﷺ: حب رسول ﷺ کا ایک اہم تقاضا اطاعت واتباع ہے۔ قرآن کریم میں بہت سے مقامات پر اطاعت اللہ کے ساتھ اطاعت رسول ﷺ کو بھی لازم و ملزوم قرار دیا ہے کہیں پر مومنین کو(أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ) کا درس کر کہہ دیا گیا کہ اگر ایسا نہ کیا تو تم اپنے اعمال ضائع کر لوگے صحابیات حضور اکرم ﷺ کی اطاعت واتباع کی ہر ممکن کوشش کیا کرتی تھیں۔ ان کی ہمیشہ یہ خواہش ہوتی تھی کہ کوئی سنت رہ نہ جائے اور کام حضور ﷺ کے فرمان اور عمل کے خلاف نہ ہو یہی وجہ ہے کہ وہ حضور ﷺ کے فرمودات غور سے سنتیں اور ان پر عمل کرتی تھیں۔

روایت صحابیات کی اہمیت:

سید المرسلین حضرت محمد کو بزم کائنات سجائے چودہ صدیاں بیت چکی ہیں۔ اس دوران اس جہانِ رنگ و بو میں بے شمار تغیر و تبدل رونما ہو چکے ہیں اور ان تغیرات نے انفرادی و اجتماعی زندگی کے تقاضوں کو بدل دیا ہے مگر علوم وفنون اور نظریات وانکشافات میں ترقی کے باوجود آپ کی سیرت طیبہ اسی طرح قابل تقلید اور واجب الاطاعت ہے۔ تاریخ کے جائزے سے واضح ہوتا ہے کہ سیرت طیبہ کے ساتھ مسلمانوں کو شروع دن سے ہی خاص تعلق تھا۔ نبی اکرم ﷺ کے عہد میں صحابہ کرام اور صحابیات رسول ﷺ کی مبارک زندگی کے ہر پہلو سے عقیدت اور محبت کے ساتھ تحقیق اور روایت کا ثبوت فراہم کرتے تھے۔ وہ آپ کے ہر عمل اور ہر ادا کو حرزِ جاں سمجھ کر اپنا لیتے تھے اور آپ کے اخلاق حمیدہ

کی تمام جزئیات کو محفوظ کرنے کی بھرپور کوشش کرتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ کی مجالس، مساجد، سفر، تبلیغ، اور ہر لمحے کو صحابہ کرام وصحابیات نے تحریر میں محفوظ کیا۔ خصوصاً ازواج مطہرات نے عائلی زندگی کے معمولات اور اخلاق واعمال کے محاسن کو ملت اسلامیہ تک پہنچانے کا اہتمام کیا۔ ایک لاکھ سے زائد صحابہ کرام وصحابیات نے اپنے معلم ومدرس حضور ﷺ کی حیاتِ اقدس کی ایک ایک حقیقت کو آنے والی نسلوں تک پہنچایا۔ ابن حجر عسقلانی کے قول سے اس کی تصدیق ہوتی ہے کہ سیرت طیبہ کو مکمل اور مستند طور پر محفوظ کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت ان لوگوں کی تعداد جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور آپ کو سنا تھا ایک لاکھ سے زیادہ تھی ان میں مرد بھی تھے اور عورتیں بھی۔ سب آپ سے سن کر اور دیکھ کر روایت کرتے تھے۔(6)

روایت صحابیات کے ماخذ:

رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کے بارے میں مستند معلومات کا سرچشمہ قرآن مجید ہے۔ آپ کی زندگی کے تمام تحقیق طلب اموراس کے ذریعے معلوم کیے جاسکتے ہیں۔ تمام سیرت نگار متفق ہیں۔

"کہ اگر دنیا سے تمام مصادر سیرت محو ہو جائیں اور صرف قرآن مجید کا ایسا ہی متن برقرار رہے تو آپ کی سیرت مطہرہ کا ہر پہلو اور ہر باب محفوظ ہے"۔(7)

تمام مسلم اور غیر مسلم اس بات کی توثیق کرتے ہیں کہ محمد ﷺ کی سیرت اور ان کا کردار معلوم کرنے کے لیے قرآن ایک ایسا شفاف آئینہ ہے جس میں ہمیں سب کچھ صاف صاف نظر آجاتا ہے۔ قرآن مجید میں آپ کی زندگی کے اہم پہلو، آپ کے اخلاق وکردار کی تمام خصوصیات اور آپ کے عہد کے بعض وقائع پر بحث موجود ہے۔ مگر قرآن کریم کیونکہ صرف تاریخ وسیرت ہی کی کتاب نہیں ہے اس لیے آپ کی پیدائش سے وفات تک لمحہ لمحہ کی مکمل معلومات تسلسل کے ساتھ ہمیں فراہم نہیں ہوتیں۔ اس مقصد کے حصول کے لیے ہمیں دیگر ذرائع سے بھی کام لینا پڑتا ہے اور اگر خصوصاً صحابیات کی روایات کو ہی زیر بحث لانا ہو تو اس کے لیے کتب احادیث، کتب شمائل، کتب دلائل، کتب اسماء الرجال، کتب سیر ومغازی، کتب تواریخ اور کتب تفاسیر کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بنت زمعہ:

حضرت سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر لوی قرشیہ عامریہ تھیں اور ان کی والدہ شموس بنت قیس بن زید بن عمرو بن لبید خراش بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار انصاریہ تھیں۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد ان سے نکاح کیا تھا۔ عقیل نے زہری سے یہ روایت نقل کی ہے، اور یہی روایت قتادہ، ابو عبید، اور ابن اسحاق کی بھی ہے کہ حضرت سودہ سے حضور اکرم ﷺ کا نکاح حضرت عائشہ سے پہلے ہوا تھا۔ تاہم، عبداللہ بن محمد بن عقیل کے مطابق یہ نکاح حضرت عائشہ کے نکاح کے بعد ہوا۔ یونس نے زہری سے روایت کی کہ حضرت سودہ پہلے اپنے شوہر سکران بن عمرو کے نکاح میں تھیں، جو بنو عامر بن لوی سے تعلق رکھتے تھے اور مسلمان تھے۔ ان کے انتقال کے بعد نبی اکرم ﷺ نے حضرت سودہ سے نکاح کیا۔ ام المومنین ایک بھاری بھرکم خاتون تھیں، لیکن حضور ﷺ سے نکاح کے بعد ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

محمد بن اسحاق نے حکیم بن حکیم سے انہوں نے محمد بن علی بن حسین سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ حضور ﷺ نے پندرہ عورتوں سے نکاح کیا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد اول حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا(8)۔

صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

"یہ حدیث ایک اور سند کے ذریعے بھی نقل کی گئی ہے جس میں شریک کی روایت میں اضافہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ سودہ پہلی عورت تھیں جن سے حضور ﷺ نے ان کی بعد میں شادی کی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک واقعہ بیان کیا کہ حضرت سودہ بنت زمعہ، جو حضور ﷺ کی زوجہ تھیں، نے مزدلفہ کی رات میں حضور ﷺ سے اجازت مانگی کہ وہ آپ ﷺ سے پہلے منیٰ چلی جائیں تاکہ ہجوم سے بچ سکیں۔ یہ درخواست اس وجہ سے کی گئی کہ حضرت سودہ بھاری جسم کی خاتون تھیں اور لوگوں کے ہجوم میں ان کے لئے مشکلات پیدا ہو سکتی تھیں۔

آپ ﷺ نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی درخواست کو قبول کرتے ہوئے انہیں پہلے منیٰ جانے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ حضرت سودہ پہلے منیٰ چلی گئیں جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور دیگر ازواج رسول ﷺ کے ہمراہ رات کو رکے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور دیگر ازواج رسول ﷺ آپ کے ساتھ روانہ ہوئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس بارے میں اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ اگر وہ بھی حضور ﷺ سے اسی طرح کی اجازت لیتیں جیسے حضرت سودہ نے لی تھی تو انہیں زیادہ پسند ہوتا۔ اس سے حضرت عائشہ کی یہ خواہش ظاہر ہوتی ہے کہ وہ بھی ہجوم سے بچ کر مناسب آرام حاصل کرتیں۔ یہ واقعہ رسول ﷺ کی ازواج کے لیے نرمی اور سہولت کا مظہر ہے، جو آپ ﷺ کی شفقت اور حسن اخلاق کا واضح ثبوت ہے۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں چاہتی تھی کہ حضور ﷺ سے اجازت لوں جیسا کہ سودہ نے لیا تھا تاکہ صبح کی نماز منیٰ میں ادا کروں اور ہجوم سے پہلے جمرہ کو کنکریاں مار لوں۔ حضرت عائشہ سے پوچھا گیا کہ کیا سودہ نے حضور ﷺ سے اجازت لی تھی؟ حضرت عائشہ نے کہا کہ وہ بھاری جسم کی خاتون تھیں اس لئے حضور ﷺ نے ان کو اجازت دے دی۔

حبان بن موسی نے عبداللہ، یونس، زہری، عروہ اور حضرت عائشہ سے روایت کی کہ حضور ﷺ جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی ازواج کے لئے قرعہ اندازی کرتے اور جس کا نام نکلتا وہ ان کو ساتھ لے جاتے۔ نبی ﷺ کا معمول تھا کہ ازواج کے لئے ایک دن اور رات مقرر کرتے تھے۔ آخر میں حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دی تھی تاکہ حضور ﷺ کی خوشنودی حاصل کر سکیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے سودہ بنت زمعہ سے زیادہ محبوب کوئی خاتون نہیں دیکھی اور میں چاہتی ہوں کہ ان کے جسم کا حصہ ہوتی۔ ان کے مزاج میں تیزی تھی، اور جب وہ بوڑھی ہو گئیں تو انہوں نے اپنی دن کی باری حضرت عائشہ کو دے دی تو حضور ﷺ نے عائشہ کے لئے دو دن مختص کیے، ایک ان کا اپنا اور ایک سودہ رضی اللہ عنہا کا" (13)۔

احکام حدیث:

ان احادیث میں سوکن کو اپنی بھاری دوسری بیوی کو ہبہ کرنے کے احکام بیان ہوئے ہیں، علماء کا کہنا ہے کہ اگر کوئی خاتون اپنی بھاری کسی دوسری بیوی کے لئے ہبہ کر دے تو یہ اصل میں بیوی کا اپنا حق ساقط کرنا ہے لہذا خاوند کو اختیار ہے کہ وہ اس کی متعین کردہ سوکن کے لئے مخصوص کر دے یا اپنی کسی دوسری بیوی کے حصے میں دے، پھر واہبہ کو اختیار ہے کہ وہ جب چاہے اپنے ہبہ سے رجوع کریں لفظ ہبہ سے نکاح منعقد ہوتا ہے اگر مہر متعین کیا ہو تو ٹھیک ہے ورنہ مہر مثل واجب ہو گا۔" عروہ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ نے فرمایا: اے بھانجے نبی ﷺ اپنی ازواج کو تقسیم میں یعنی ہمارے پاس رہنے میں ایک دوسرے پر فوقیت نہیں دیتے تھے (بلکہ عدل فرماتے تھے) اور ایسا دن کبھی کبھی آتا تھا کہ جب حضور ﷺ ہم سب کے پاس تشریف نہ لاتے ہوں اور ہر ایک سے قربت نہ کرتے ہوں بجز جماع کے یہاں تک کہ حضور ﷺ جب اس بیوی کے پاس پہنچتے جس کی باری

ہوتی تورات میں اس کے پاس رہتے جب سودہ رضی اللہ عنہابنت زمعہ بوڑھی ہو گئیں اور یہ خیال ہوا کہ کہیں حضور ﷺ ان کو چھوڑنہ دے (طلاق نہ دے دیں) توانہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخش دی حضور ﷺ حضرت سودہ کی پیشکش کو قبول فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہااوران جیسی عورتوں کے مسئلہ پر یہ آیت نازل ہوئی﴿ وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا﴾" (14)۔

"اگر کسی خاتون کو یہ خدشہ ہو کہ اس کا شوہر اس کے ساتھ ناروا سلوک کرے گا یا زیادتی کرے گا توان دونوں کے درمیان صلح کرنا کوئی حرج کی بات نہیں۔ درحقیقت، صلح کرناہی بہتر ہے "(15)۔

"ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے سودہ بنت زمعہ سے روایت کی، کہ ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوااور درخواست کی یارسول اللہ ﷺ میرا باپ بہت بوڑھاہو گیاہے۔ وہ حج نہیں کر سکتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایاذراغور کرواگر تمھارے باپ پر قرض ہو توادا کردے تو کیاوہ قبول کیا جائے گا، توانھوں نے کہاہاں یارسول اللہ ﷺ اللہ بہت زیادہ رحیم وکریم ہے، فرمایااپنے والد کی طرف سے توحج کرلیں"(16)۔

"حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قبیلہ خشعم کی ایک خاتون نے فرمایااے اللہ کے رسول ﷺ میرے باپ پر حج فرض ہے اور وہ بہت بوڑھے ہیں اونٹ کی پیٹ پر بیٹھ بھی نہیں سکتے۔ حضور ﷺ نے فرمایاآپ ان کی طرف سے حج کرلو۔ اس باب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، بریدہ حصین بن عوف رضی اللہ عنہما ،ابوزرین عقیلی رضی اللہ عنہ، سودہ رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ امام ابوعیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں کہ فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے یہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی بواسطہ سنان بن عبداللہ جہنی ان کی پھوپھی سے مرفوعامروی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی یہ مرفوعامروی ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری سے ان روایات کے متعلق پوچھاتوانہوں نے کہا کہ اس باب میں اصح روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاروایت ہے۔ امام بخاری فرماتے ہیں یہ بھی احتمال ہے کہ حضرت ابن عباس نے یہ حدیث فضل بن عباس وغیرہ کے واسطہ سے نبی پاک ﷺ سے مروی کئی احادیث صحیح ہیں۔ اسی حدیث پر صحابہ وتابعین کا عمل ہے۔ سفیان ثوریؒ، ابن مبارکؒ، شافعیؒ، احمدؒ، اوراسحاقؒ، کا بھی یہ قول ہے کہ میت کی طرف سے حج کیا جاسکتا ہے امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اگر

میت نے مرنے سے پہلے حج کرنے کی وصیت کی تھی تواس کی طرف سے حج کیا جائے، بعض علماء نے زندہ کی طرف سے بھی حج کرنے

کی اجازت دی ہے اگروہ بوڑھاہو یاایسی حالت میں ہو کہ حج نہ کر سکتا ہوابن مبارکؒ اور امام شافعیؒ کا یہی قول ہے"(17)۔

حکم حدیث: صحیح

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہاروایت کرتی ہیں کہ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہابنت زمعہ، حضور ﷺ کی ازواج میں سے ایک، پردہ کے احکام نازل ہونے کے بعد بھی قضائے حاجت کے لئے باہر نکلتیں۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا قد میں بلند قامت تھیں اور کسی کے لیے ان کو پہچاننامشکل نہیں تھا۔ جب حضرت عمر بن خطاب نے انہیں باہر جاتے دیکھا، تو انہوں نے کہا: "اے سودہ! اللہ کی قسم، تم ہم سے چھپی نہیں رہ سکتیں۔ آپ کو سوچناچاہئے کہ آپ باہر کیسے نکلیں گی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہابیان کرتی ہیں کہ حضرت سودہ یہ سن کرواپس آئیں اور حضور ﷺ کے پاس آئیں جب آپ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں شام کا کھانا کھارہے تھے۔ آپ ﷺ کے ہاتھ میں ایک ہڈی تھی۔ حضرت سودہ نے حضور ﷺ کو بتایا کہ وہ باہر گئی تھیں اور حضرت عمر نے انہیں یہ بات کہی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہابیان کرتی ہیں کہ اسی وقت آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی۔ وحی کے نازل ہونے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: "تحقیق! تمہیں اپنی حاجت کے لئے باہر جانے کی اجازت دے

دی گئی ہے۔"وحی کے بعد حضور ﷺ کی ہڈی ہاتھ میں ہی رہی۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو ان کی ضروریات کے لئے باہر جانے کی اجازت دی، تاہم اس کے لئے پردہ کے احکام کی پابندی ضروری ہے"(18)۔

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کی ازواج مطہرات رات کے وقت قضائے حاجت کے لئے باہر کھلے میدان میں جاتی تھیں۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آپ ﷺ سے بار بار یہ بات کرتے تھے کہ آپ ﷺ اپنی ازواج کو پردہ کرنے کا حکم دیں، لیکن آپ ﷺ ایسا نہیں کرتے تھے۔ایک رات، حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بنت زمعہ، جو کہ حضور ﷺ کی زوجہ تھیں، عشاء کے وقت قضائے حاجت کے لئے باہر نکلیں۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا قد میں دراز تھیں اور جب وہ باہر آئیں تو حضرت عمر نے انہیں پکارا کہ اے سودہ، ہم نے آپ کو پہچان لیا ہے۔ حضرت عمر کی یہ بات پردے کے احکام نازل ہونے کی خواہش کا اظہار کرتی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے پردے کے احکام نازل فرمائے"(19)۔

احکامات حدیث:

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کے لئے قضائے حجت کے لئے باہر جانے کی اجازت ہے مگر شرط یہ ہے کہ پردہ کر کے جائے گی اور کسی فتنہ میں مبتلا ہونے کا خوف بھی نہ ہو اور جہاں قضائے حاجت کے لئے جائے وہاں بھی مکمل پردہ کریں گی اگر گھر میں بیت الخلا کا انتظام نہ ہو تو اس صورت میں باہر جا سکتی ہے۔

"ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے حدیث بیان کی، ان سے مالک نے ان سے ابن شہاب نے ان سے عروہ بن زبیر نے ان سے حضرت عائشہ نے بیان کیا ہے کہ عتبہ بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو (مرتے وقت) وصیت کی تھی کہ زمعہ کی باندی کا لڑکا میرا ہے، اس لئے تم اسے اپنی پرورش میں لینا، انہوں نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے موقعے پر سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہنے اسے لے لیا اور کہا کہ یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے اس کے متعلق مجھے وصیت کر گئے تھے لیکن عبد بن زمعہ نے اٹھ کر کہا یہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی باندی کا بیٹا ہے ان کی فراش میں ان کی ولادت ہوئی آخر دونوں حضرات اپنا مقدمہ حضور ﷺ کے پاس لے گئے سعد نے بتایا اے نبی ﷺ یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے انھوں نے مجھے اس کے متعلق وصیت کی تھی اور عبد بن زمعہ نے بتایا یہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی باندی کا بیٹا ہے ان کے فراش میں ان کی ولادت ہوئی ہے اس پر حضور ﷺ نے فرمایا عبد بن زمعہ لڑکا تو تمہارے پاس رہے گا اس کے بعد فرمایا لڑکا فراش کے تحت ہوتا ہے اور زانی کے حصے میں پتھر ہے (زانی کو پتھر مارے جاتے ہیں) پھر سودہ بنت زمعہ سے جو حضور ﷺ کی بیوی تھیں، حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس لڑکے سے پردہ کیا کرو، کیونکہ آپ ﷺ نے اس لڑکے میں عتبہ کی شباہت محسوس کی تھی۔اس کے بعد سودہ نے کبھی اس لڑکے کو نہیں دیکھا یہاں تک کہ وہ اللہ سے جا ملے"(20)۔

احکامات حدیث:

حدیث میں اس واقعہ کا ذکر ہے اس کی نوعیت یہ ہے عتبہ اسلام کا شدید دشمن تھا اس کی موت کفر پر واقعی ہوئی تھی لیکن اس کے بھائی سعد رضی اللہ عنہ صحابہ میں سے تھے زمعہ کی ایک باندی تھی جس کے ساتھ عتبہ کے ناجائز تعلقات تھے مرتے وقت انھوں نے بھائی کو وصیت کی تھی کہ اس باندی کا جب بچہ پیدا ہو تو اسے اپنی پرورش میں لینا۔ فتح مکہ کے بعد جب سعد رضی اللہ عنہ مکہ آئے تو اس نے بھائی کی وصیت پوری کرنا چاہی لیکن عبد بن زمعہ نے اسے منع کیا کہ یہ میرا بھائی ہے اس کے بعد جو فیصلہ ہوا حضور ﷺ نے سودہ رضی اللہ عنہا کو بچے سے پردہ کا حکم دیا۔اور دوسری طرف بچہ عبد بن زمعہ کو دیا اگر بچہ واقعہ زمعہ کا تھا تو اس کو پردے کا حکم نہ ہونا چاہیے تھا کیونکہ وہ اس کی بہن تھی امام بخاری کے نزدیک اس کو پردے کا حکم اس لئے دیا گیا تھا کہ باندی کے عتبہ کے ساتھ ناجائز تعلقات تھے بچے میں اس کی شباہت آتی تھی۔

ان احادیث میں ایک اصول اور ضابطہ بیان ہوا ہے اور وہ ہے نسب کی حفاظت کا انتظام اگر یہ حکم نہ دیا جاتا تو جو چاہتا بچے پر اپنا ہونے کا دعویٰ کر دیتا اور بچے کا نسب مجہول ہو جاتا اور پوری زندگی اس بچے کی بدنامی کا باعث بن جاتا۔ بچہ اسی کا ہو گا جس کی نکاح میں وہ عورت ہو گی اور زانی

کو اس کے گناہ کی پوری پوری سزا دی جائے گی۔

حضرت سودہ رضی اللہ عنھا سے صرف پانچ حدیثیں مروی ہے، بخاری میں صرف ایک حدیث ہے۔

حضرت شفاء رضی اللہ عنھا بنت عبداللہ:

شفاء رضی اللہ عنھا بنت عبداللہ بن عبد شمس بن خلف بن صداد بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوئی قرشیہ عدویہ۔

ام سلیمان بن ابو حثمہ کے نام کی ایک روایت میں لیلیٰ کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ قدیم الاسلام ہیں اور انہوں نے حضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی اور ہجرت بھی کی۔ ان کی والدہ کا نام فاطمہ بنت ابو وہب بن عمرو بن عائذ بن عمر بن مخزوم تھا۔ یہ عورت عقل مند تھیں اور نبی ﷺ ان کے پاس تشریف لایا کرتے تھے اس خاتون نے آپ ﷺ کے لئے بستر اور چادر رکھی ہوئی تھی جس میں آپ ﷺ آرام فرماتے اور یہ چیزیں ان کے پاس رہیں لیکن مروان نے ان سے لے لیں اور یہ عورت چیونٹیوں کے دفعیہ کا منتر جانتی تھیں حضور ﷺ نے فرمایا کی وہ یہ منتر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو سکھادیں (21)۔

"آپ ﷺ نے انہیں حکاکین کے قریب ایک مکان دیا تھا جس میں وہ اپنے بیٹے سلیمان کے ساتھ رہتی تھیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس مشورے کے لئے آتے اور ان کے مشورے کو پسند فرماتے ان سے سلیمان بن ابو حثمہ کے دونوں بیٹوں ابو بکر اور عثمان نے روایت کی"۔

"أخبرنا أبو ياسر بإسناده عن عَبْد الله بن أحمد قال: حدثني أبي، حدثنا هاشم بن القاسم، حدثنا المَسْعودي، عن عَبْد الله بن عمير، عن رجل من آل بني حثمة، عن الشفاء بِنْت عَبْد الملك وكانت امْرَأة من المهاجرات قالت: إن رسول الله صلّى الله عليه وسلّم سُئِلَ عن أفضل الأعمال فقال: " إِيمَانٌ بِاللهِ، وجِهَادٌ فِي سَبِيلِهِ، وحَجٌّ مَبْرُوْرٌ۔ "

"ابو یاسر نے باسنادہ عبداللہ بن احمد سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ہاشم بن قاسم سے انہوں نے مسعودی سے انہوں نے عبداللہ بن عمیر سے انہوں نے ایک آدمی سے جو بنو ابو حثمہ سے تھا انہوں نے شفاء بنت عبداللہ جو مہاجرات میں سے ایک عورت تھی ان سے روایت کیا کہ آپ ﷺ سے پوچھا گیا بہترین عمل کونسا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ایمان باللہ، جہاد فی سبیل اللہ اور حج "(22)۔

اوزاعی نے زہری سے، انہوں نے ام سلمہ سے، اور انہوں نے شفاء بنت عبداللہ سے روایت کی کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنی ضروریات پیش کیں کہ نقدی یا جنس کی صورت میں مجھے کچھ عطا کیا جائے اتفاقا اس وقت آپ ﷺ کے پاس کچھ موجود نہیں تھا اس لئے آپ ﷺ نے معذرت کی لیکن میں اسرار کرتی رہی کہ میری درخواست کو شرف پزیرائی بخشا جائے اتنے میں نماز کا وقت ہوا اور آپ ﷺ مسجد چلے گئے میں بھی اٹھ کر اپنی بیٹی کے گھر چلی گئیں جو مشہور صحابی شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں وہاں انہوں نے دیکھا کہ ان کے داماد تہبند باندھے گھر میں بیٹھے ہیں اور مسجد نہیں گئے۔ اس نے جب داماد کو گھر میں دیکھا تو سخت غصہ ہوئی اور ملامت کرنا شروع کیا کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے اور تم گھر میں بیٹھے ہو حضرت شرجیل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے ملامت نہ کیجیے میرے پاس صرف ایک ہی قمیص تھی جس میں میں نے پیوند لگا رکھا تھا آپ ﷺ نے وہ مجھ سے رعایتا مانگ لیا ہے میں نہیں چاہتا کہ ننگے بدن مسجد جاؤں اور اگر کوئی مجھ سے اس کا سبب پوچھے تو میں ان کو بتاؤ کہ " حضور ﷺ نے میری قمیص کو معمولی قیمت پر خریدا، اور میں نے کہا کہ میں نہیں جانتا تھا کہ آپ ﷺ کی حالت ایسی ہو گی۔ میں نے اپنی درخواست پر زور دیا اور آپ ﷺ کو تکلیف پہنچائی۔ شرجیل نے کہا کہ ہمارے پاس صرف ایک زرہ تھی جسے ہم نے آپس میں بانٹ لیا۔ عثمان بن سلیمان ابو حثمہ نے شفاء سے روایت کیا کہ جاہلیت کے زمانے میں، میں ایک منتر پڑھتی تھی۔ جب مکہ میں میں نے اسلام قبول کیا اور آپ ﷺ کے سامنے بیعت کی تو ایک دن آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ، میں جاہلیت میں ایک منتر پڑھتی

تھی جسے میں آپ ﷺ کے سامنے پیش کرنا چاہتی ہوں۔ آپ ﷺ نے اجازت دے دی۔ وہ منتر چیونٹیوں کو دور کرنے کے لئے تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے حفصہ کو بھی سکھادو۔ وہ منتر یہ تھا

"باسم الله صلوا صلب جبر تعوذاً من أفواهها فلا تضر أحداً، " اللهم اكشف الباس ربَّ الناس"

"پھر بتایا کہ اس دعا کو مصطگی کے کپڑے پر سات بار پڑھیں اور پھر اسے ایک صاف جگہ پر رکھ دیں۔ پھر ایک پتھر پر سرکہ یا شراب کے ساتھ رگڑیں اور چیونٹیوں پر چھڑک دیں۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔"(23)۔

حکم حدیث: صحیح لغیرہ، حدیث کی سند ضعیف ہے آل ابی حثمہ کے مبہم آدمی ہونے کی وجہ سے اور اس حدیث میں اضطراب کی وجہ سے۔ احمد بن حنبل

سنن ابی داؤد میں حضرت شفاء رضی اللہ عنہا کی یہ روایت اس طرح ذکر ہے۔

"حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَهْدِيٍّ الْمِصِّيصِىُّ حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ أَبِى بَكْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِى حَثْمَةَ عَنِ الشِّفَاءِ بِنْتِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَتْ دَخَلَ عَلَىَّ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- وَأَنَا عِنْدَ حَفْصَةَ فَقَالَ لِى « أَلاَ تُعَلِّمِينَ هَذِهِ رُقْيَةَ النَّمْلَةِ كَمَا عَلَّمْتِيهَا الْكِتَابَةَ »".

"حضرت شفاء بنت عبداللہ فرماتی ہے کہ میں امومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں تھی کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور مجھ سے ارشاد فرمایا: جس طرح تم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو لکھنا سکھایا ہے اس طرح تم ان کو رُقْيَةَ النَّمْلَةِ کیوں نہیں سکھا دیتیں"(24)۔

احکام حدیث:

نملہ ایک بیماری ہے آدمی کہ پہلو میں پھنسیاں ہو جاتی ہے اسکا اس زمانے میں کوئی خاص علاج پڑھائی سے تھا جس کو رُقْيَةَ النَّمْلَةِ کہتے ہیں اس حدیث سے یہ بات بھی ظاہر ہوئی کہ عورتوں کو کتابت سکھانا جائز ہے۔

حضرت ضباعہ رضی اللہ عنہا بنت زبیر:

ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب بن ہاشم قرشیہ ہاشمیہ۔ یہ حضور ﷺ کی چچازاد تھیں مقداد بن عمرو الاسود کی بیوی تھیں ان سے عبداللہ اور کریمہ پیدا ہوئے۔ اول الذکر جنگ جمل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھے اور وہاں شہید ہوئے۔ ان سے عباس، جابر، انس، عائشہ، عروہ، اعرج نے روایت کی۔ اسماعیل بن علی وغیرہ نے محمد بن عیسیٰ، زیاد بن ایوب بغدادی سے، انہوں نے عباد بن عوام سے، انہوں نے بلال بن حبان سے، انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس سے روایت کی کہ ضباعہ بنت زبیر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں حج کرنا چاہتی ہوں، کیا میں کوئی شرط لگاؤں۔ فرمایا: ہاں پوچھا کیسے؟ فرمایا یوں کہو۔

" لَبَّيْكَ اللهمَّ لَبَّيك، لبيك مَحِلِّي من الأرض حيث تحبِسُني".

"اے اللہ میں تیری خدمت میں حاضر ہوں، میں تیری خدمت مین حاضر ہوں۔ اپنے اس مقام سے جہاں تو مجھے روک لے"(25)۔

"حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ عَنْ هِلاَلِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ ضُبَاعَةَ بِنْتَ الزُّبَيْرِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ – صلى الله عليه وسلم– فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّى أُرِيدُ الْحَجَّ أَأَشْتَرِطُ قَالَ « نَعَمْ ». قَالَتْ فَكَيْفَ أَقُولُ قَالَ "قُولِى لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ وَمَحِلِّى مِنَ الأَرْضِ حَيْثُ حَبَسْتَنِى "۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ ضباعہ بنت زبیر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں حج کرنا چاہتی ہوں، کیا میں کوئی شرط لگاؤں۔ فرمایا: ہاں پوچھا کیسے ؟فرمایا یوں کہو۔

" لَبَّيْكَ اللهمَّ لبَّيك، لبيك مَحِلّي من الأرض حيث تحبِسُني " .

ہم سے عبید اللہ بن اسماعیل نے روایت کی، ان سے ابو اسامہ نے، انہوں نے ہشام سے، اور ہشام نے اپنے والد سے، جنہوں نے حضرت عائشہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ضباعہ بنت زبیر کے پاس تشریف لائے اور ان سے فرمایا کہ شاید تمہارا ارادہ حج کرنے کا ہے ؟انہوں نے عرض کیا کہ اللہ گواہ ہے کہ میں شدید بیمار ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پھر بھی تم حج کر سکتی ہو، البتہ شرط لگانے کا مشورہ دیا کہ اگر مناسک حج کی ادائیگی مشکل ہو جائے تو حلال ہو جاؤ۔ کہو کہ اے اللہ ! میں اس وقت حلال ہو جاؤں گی جب آپ مجھے (بیماری کی وجہ سے) روک لیں گے۔ ضباعہ مقداد بن اسود کے نکاح میں تھیں "(27)۔

احکامات حدیث:

اشتراط فی حج مشہور اختلاط فی الحج مشہور اختلافی مسئلہ ہے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ اگر کسی شخص کو یہ خطرہ ہو کہ نہ معلوم میں احرام باندھنے کے بعد عافیت کے ساتھ حج یا عمرہ کر بھی سکوں گا یا نہیں ؟مکہ مکرمہ پہنچ بھی سکوں گا یا نہیں ؟تو وہ اس کا حل یہ کرتا ہے کہ احرام کی نیت اس طرح کرتا ہے کہ اگر بالفرض میں مکرمہ نہ پہنچ سکا تو راستہ ہی میں جہاں عذر پیش آئے گا حلال ہو جاؤں گا۔

اختلاف ائمہ اور منشا اختلاف:

علمائے کرام کے درمیان اس مسئلے پر اختلاف پایا جاتا ہے کہ شافعی اور حنبلی علما ایک مخصوص شرط کو تسلیم کرتے ہیں جبکہ حنفی اور مالکی علما اس شرط کو قبول نہیں کرتے۔ احصار کے بارے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے کہ حنفیہ کے مطابق یہ صرف دشمن کی وجہ سے محدود نہیں ہے بلکہ ہر قسم کے عذر اور بیماری کو بھی شامل ہے۔ لہذا جس کسی عذر کے باعث محرم حرم جانے سے رک جائے، وہ احصار کا شکار ہو جاتا ہے اور قرآن میں احصار کے حکم کے مطابق، دم دے کر حلال ہو سکتا ہے لہذا احرام کے وقت کوئی شرط لگا کر نیکی کی ضرورت نہیں، بغیر ہی شرط کے حسب قاعدہ ہدی ذبح کر کے محرم حلال ہو سکتا ہے، اور ائمہ ثلاثہ یہ فرماتے ہیں احصار اور اسکا جو حکم قرآن میں مذکور ہے عدو کے ساتھ خاص ہے عدو کے علاوہ کوئی اور مانع پیش آئے تو اس کا یہ حکم نہیں ہے، آخر اس کا حل کیا ہے ؟تو شافعیہ اور حنابلہ فرماتے ہیں کہ اسکا حل اشتراط عند الاحرام ہے، جو حدیث میں مذکور ہے یعنی احرام کے وقت یہ نیت کرے: لَبَّيْكَ اللهمَّ لبَّيك، لبيك مَحِلّي من الأرض حيث تحبِسُني شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک اشتراط کے دو فائدے ہونگے ایک یہ کہ اب حلال ہونا جائز ہو گا دوسرے یہ کہ دم بھی واجب نہ ہو گا بغیر ہی ہدیہ کے حلال ہو سکتا ہے اور حنفیہ کے نزدیک اشتراط مطلقاً غیر مفید ہے اس لئے کہ حلال ہونا ان کے نزدیک ویسے ہی جائز ہے اور ہدی جس طرح بغیر اشتراط کے واجب ہوتی ہے اس طرح بعد الاشتراط بھی واجب ہے مالکیہ کے نزدیک بھی اشتراط غیر مفید ہے ان کے نزدیک اگر حابس ومانع غیر عدد ہے تو پھر تحلل کسی طرح بھی جائز نہیں بغیر طواف کے، چاہے شرط لگائی ہو یا نہ لگائی ہو۔

حنفیہ کے مطابق، حدیث میں آپ ﷺ کی مراد اشتراط کے بعد حلال ہونے سے یہ ہے کہ جب محرم مشکلات کے باعث حج یا عمرہ کی ادائیگی نہیں کر سکتا تو وہ حلال ہو جاتا ہے۔ حنفیہ کے خیال میں، محرم پر اس صورت میں دم کا وجوب ساقط نہیں ہوتا، بلکہ وہ احرام کی پابندیوں سے آزاد ہو جاتا ہے۔

اگر مراد صرف حلال ہونے کے لئے اشتراط لگانے کی ہے تو حنفیہ کا کہنا ہے کہ اس معاملے میں خصوصی حکم لگانے کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ یہ حکم سبھی کے لئے یکساں ہے۔ مزید برآں، حنفیہ کے نزدیک بغیر اشتراط کے بھی تحلل جائز ہے، اور حضور ﷺ کا اشتراط کا حکم دینا محض تسلی دینے کے لئے ہو سکتا ہے۔

شافعیہ کے مطابق، من کسر او عرج والی حدیث کی یہ تشریح کی جاتی ہے کہ یہ حدیث محض عندالاشراط لاگو ہوتی ہے، یعنی جب کسی نے احرام کے وقت تحلل کی شرط رکھی ہو تو کسر یا عرج ہونے پر حلال ہونا جائز ہوتا ہے۔

اسی طرح، حنفیہ کے مطابق جب محرم دشمن کی وجہ سے احصار کا شکار ہو تو اسے احرام سے باہر آنا جائز ہے۔ وہ اگر مفرد بالحج ہو تو ایک بکری قربانی کرے گا، اور اگر قارن ہو تو دو بکریوں کی قربانی کرے گا۔ ان قربانیوں کو حرم میں ذبح کرنا ضروری ہے۔

ضباعہ بنت زبیر نے ایک واقعہ بیان کیا ہے جس میں مقداد بن اسود بقیع الخبخبہ میں ایک بڑے چوہے کو دیکھتے ہیں جو ایک سوراخ سے دینار نکال کر لا رہا تھا۔ مقداد نے چوہے کے ذریعے اٹھارہ دینار اکٹھے کیے اور انہیں حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ مقداد نے ان دیناروں کی زکات دینا چاہی لیکن آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا انہوں نے سوراخ کی طرف جھانکا تھا؟ مقداد نے نفی میں جواب دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان دیناروں میں مقداد کے لئے برکت عطا فرمائے"(29)۔

خلاصہ:

اسلام کے ہر دور میں اگرچہ عورتوں نے مختلف حیثیتوں سے امتیاز حاصل کیا لیکن ازواج مطہرات اکابر صحابیات بنات صالحات ان تمام حیثیات کی جامع ہیں اور ہماری عورتوں کے لئے انہی کی مذہبی، اخلاقی، معاشرتی اور علمی کارنامے اسوہ حسنہ بن سکتے ہیں اور موجودہ دور کے تمام معاشرتی اور تمدنی خطرات سے ان کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔

صحابیات نے اپنی نیک نیتی کے باعث نہ صرف اسلام کو اسانی سے قبول کیا بلکہ انکی اشاعت بھی کی، عورتیں قدیم رسم ورواج اور عقائد کی پابند ہوتی ہیں

اور عرب میں مشرکانہ عقائد ایک مدت سے پھیل کر قلوب میں راسخ ہو گئے تھے لیکن ان صحابیات نے اسلام لانے کے ساتھ ہی ان عقائد کا انکار کیا۔

صحابیات حج و عمرے کی پابند تھیں وہ نہ صرف خود بلکہ اپنے ماں باپ کی جانب سے بھی حج ادا کرتی تھیں، صحابیات نہایت سرعت کے ساتھ قرآن مجید کے احکام پر عمل کرنے کو تیار ہو جاتی۔

سیاسی خدمات میں صحابیات کی کوئی قابل الذکر خدمت نہیں ہے صرف اسد الغابہ میں شفاء کے متعلق اس قدر لکھا ہے کہ وہ حضرت عمر کی رائے کو مقدم سمجھتی تھی لیکن سیاسی خدمات کے علاوہ صحابیات نے اسلام کی ہر ممکن خدمت کی ہے مثلاً مذہبی خدمات میں جہاد، اشاعت اسلام یتیموں کی کفالت وغیرہ اخلاقی خدمات میں شراب خوری کی روک تام بال لگانے کی ممانعت، علمی خدمات میں علم تفسیر، علم حدیث، فقہ، وغیرہ کاشتکاری تمام صحابیات جانتی تھی شفابنت عبداللہ کو اس میں خاص شہرت حاصل تھی انہوں نے ایام جاہلیت میں لکھنا پڑھنا سیکھ لیا تھا۔

مسلمان عورتیں زمانہ کے نئے حالات سے بدل رہی ہے لیکن ان کے سامنے سعادت مند خواتین کا اسوہ موجود ہے، اگر ہماری بہنیں بیٹیاں اسکو اپنی زندگی کا نمونہ بنائیں تو انہیں معلوم ہو گا کہ دینداری خدا ترسی پاکیزہ عفت اور اصلاح و تقوٰی کے ساتھ دنیا کو کیونکر نباہ سکتی ہے۔

مصادر مراجع

1: القرآن الکریم، سورہ توبہ آیت 100

2:القرآن الکریم، سورہ توبہ آیت 40

3: محمد سعید بیض، موسوعہ حیاۃ الصحابیات، مکتبہ الغزالی 1900، ص 54

4: السیوطی، جلال الدین، تدریب الراوی، مکتبہ بیروت، ج2 ص 304

5: عینی، بدر الدین عینی، عمدۃ القاری، جلد 16 ص 235

6: ابن حجر، علامہ ابن حجر عسقلانی، "الاصابہ فی تمیز الصحابہ" مکتبہ رحمانیہ، بدون طبع وتاریخ

7: قاضی اطہر، تدوین سیر و مغازی، ناشر شیخ ہند اکادمی، دیوبند انڈیا، ص 444

8: ابن اثیر، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ج3 ص 371

9: امام مسلم، صحیح مسلم مشکول (بَاب جَوَازِ هِبَتِهَا نَوْبَتَهَا لِضُرَّتِهَا، رقم حدیث 3702، 3703) ج7 ص 383

10: امام مسلم، صحیح مسلم مشکول (14- باب جواز هبتها نوبتها لضرتها، رقم حدیث 1463) ج2 ص 1085

11: امام مسلم، صحیح مسلم۔ (رقم حدیث 1290) ج2 ص 239

12: امام بخاری، صحیح بخاری (باب هِبَةِ الرَّجُلِ لِامْرَأَتِهِ وَالْمَرْأَةِ لِزَوْجِهَا رقم حدیث 2593، 8268) ج3 ص 208

13: امام مسلم، صحیح مسلم (باب جَوَازِ هِبَتِهَا نَوْبَتَهَا لِضَرَّتِهَاأیہ رقم حدیث 3702) ج4 ص

14: امام بخاری، صحیح بخاری (باب هِبَةِ الرَّجُلِ لِامْرَأَتِهِ وَالْمَرْأَةِ لِزَوْجِهَا رقم حدیث 2422) ج1 ص 998

15: ابوداود، سنن ابی داؤد (باب فِي الْقَسْمِ بَيْنَ النِّسَاءِ حديث رقم حدیث 2137) حکم حدیث: صحیح

16: ابن اثیر، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ج3 ص 372

17: امام حنبل، مسند احمد، (حدیث 27457) ج4 ص 429

حکم حدیث: ، تعلیق شعیب الأرنؤوط کے مطابق یہ حدیث صحیح ہے، مسند احمد امام حنبل، (حدیث 27457) ج4 ص 429

18: سنن ترمذی (باب ما جاء في الحج عن الشيخ الكبير والميت رقم حدیث 928) ج3 ص 267

19: صحیح مسلم مشکول (باب إِبَاحَةُ الْخُرُوجِ لِلنِّسَاءِ لِقَضَاءِ حَاجَةِ الإِنْسَانِ، رقم حدیث 5796) ج3 ص 190

20: امام مسلم، صحیح مسلم (رقم حدیث 2170) ج4 ص 170

امام بخاری، الصحیح البخاری (تَفْسِيرِ الْمُشَبَّهَاتِ، رقم حدیث 2053) ج3 ص 70

21:ابن اثیر،اسد الغابہ فی معرفۃ اصحابہ،ج3ص373

22:ابن اثیر،اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ،ج3ص372 ابن حجر،اصابہ فی تمیز اصحابہ ج8ص247 حکم حدیث: یہ حدیث مجھول ہے ابن حبان: ابو حاتم محمد بن حبان، صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان، تحقیق شعیب الارنووط،موسستہ الرسالتہ،بیروت ج13ص46

23:ابن اثیر،اسد الغابہ فی معرفۃ اصحابہ،ج3ص372ابن سعد،طبقات ابن سعد،ج4ص404

24:احمد بن حنبل،مسند احمد بن حنبل،(رقم حدیث27139)ج6ص372

25:احمد بن حنبل امام احمد،مسند احمد بن حنبل،(رقم حدیث27139)ج6ص372

26:ابوداؤد،سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن شداد ازدی سجستانی "السنن ابی داؤد(کتاب الطب،حدیث3889)ج4ص11

27:ابن اثیر،اسد الغابہ فی معرفۃ اصحابہ،ج3ص378

28:ابوداود،سنن ابوداؤد(باب الِاشْتِرَاطِ فِي الْحَجِّ.رقم حدیث،1778)ج2ص85

29:امام بخاری، صحیح بخاری(باب الأكفاء في الدين رقم حدیث5089)ج7ص550

ابوداود،سنن ابوداؤد(باب نَبْشِ الْقُبُورِ الْعَادِيَّةِ يَكُونُ فِيهَا الْمَالُ رقم حدیث3089)ج3ص148